18

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

ایک مظلُوم بیٹی
کی
دَرد ناک داستان

قادیانی مذہب قبول کرنے سے انکار پر ایک بے بس اور مجبور مسلمان بیٹی پر بہیمانہ ظلم و تشدد کی اندوہ گیں اور المناک روداد جسے پڑھتے ہوئے آپ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں گے۔

محمد متین خالد

دفاع ختم نبوّت کونسل پاکستان
پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان
www.difaekhatmenabowat.com

یہ صرف ثوبیہ کی ہی کہانی نہیں بلکہ آپ کو اس معاشرہ میں ثوبیہ ایسی بے شمار مظلوم لڑکیاں اس سے ملتی جلتی المناک کہانیاں سناتی نظر آئیں گی۔ یہ بے چاریاں آئے دن قادیانیوں کے ہمرنگ زمیں دام میں پھنس کر ان کے اذیت ناک مظالم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ دھوکا دہی ایک ایسا قبیح جرم ہے جو دنیا کے تمام مذاہب اور معاشروں میں ممنوع اور قابل نفریں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوسرباز کو ہر مہذب معاشرے میں ناپسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں فتنہ قادیانیت، فریب کاری کا دوسرا نام ہے۔ قادیانیوں کا مقصد حیات ہی اسلام کے نام پر بھولے بھالے لوگوں کو بھٹکا کر ان کے ایمان کی شمع کو گل کرنا اور انھیں مرتد کر کے اپنے حلقہ میں شامل کرنا ہے۔ اس مذموم نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قادیانی کئی ذرائع اختیار کرتے ہیں جن میں سرفہرست مسلمان لڑکیوں سے شادی کرنے کے بعد انھیں بلیک میل کر کے قادیانی بنانا ہے۔ بعض بدقسمت لڑکیاں قادیانیوں کے اس سنہری جال میں پھنس کر ارتداد اختیار کر لیتی ہیں جبکہ بعض خوش نصیب لڑکیاں ہر قسم کے لالچ اور تحریص و ترغیب کو ٹھکرا کر اپنے متاعِ ایمان کو بچا لیتی ہیں، یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اس اقدام سے انھیں مستقبل میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ثوبیہ ایسی ہی نیک بخت مگر مظلوم مسلمان لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ آیئے ثوبیہ کی کہانی خود ثوبیہ کی اپنی زبانی سنتے ہیں:

''میرا نام ثوبیہ عمر ہے۔ اب میری عمر 27 سال ہے۔ میں اس وقت اپنے والدین کے ہمراہ گلشن راوی لاہور (پاکستان) میں مقیم ہوں۔ میں نے 2001ء میں مقامی کالج سے بی۔اے کیا۔ یہاں میری چند لڑکیوں سے دوستی ہوگئی۔ ان میں سے ایک لڑکی حمیرا کے ساتھ چند ہی دنوں میں میری بے تکلفی ہوگئی اور آہستہ آہستہ یہ بے تکلفی گہری دوستی میں بدل گئی۔ اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا۔ ٹیلی فون بھی باقاعدگی سے ہونے لگے۔ عید اور دیگر تیوہاروں پر تحائف کا تبادلہ ہوتا اور اکٹھے کھانا کھایا جاتا۔ چند سالوں بعد حمیرا نے اچانک اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''ہم آپ کو اپنی بھابھی بنانا چاہتے ہیں۔'' میں نے جواباً اسے کہا کہ میں اپنے والدین کی مرضی اور خواہش کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اس سلسلہ میں آپ میرے والدین سے رابطہ کریں۔ چند دنوں بعد حمیرا کے والدین ہمارے گھر آ گئے اور

اپنے بیٹے عمران احمد کے لیے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا۔ میرے والدین نہایت شریف النفس اور سادہ مزاج ہیں۔ بالخصوص دنیاداری کے معاملات سے تو وہ قطعی نابلد ہیں۔ میرے والدین نے اس خاندان کے گزشتہ ایک سال کے معاملات اور رویوں کے پیش نظران پر اندھا اعتماد کرتے ہوئے چھان بین اور کسی سے مشورہ کیے بغیر ہاں کر دی۔ اس طرح 22 فروری 2003ء کو میری شادی عمران احمد سے ہوگئی۔ قیمتی جہیز کے علاوہ شادی اس دھوم دھام سے ہوئی کہ خود سسرال والوں کے رشتے دار حیران رہ گئے۔

2004ء میں میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ سوائے عمران کے ان کے گھر کا کوئی فرد اس بچی کو دیکھنے کے لیے نہ آیا۔ ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے سسرال آ گئی۔ عمران کے گھر میں جہاں میری ساس اور دیور بھی رہتے تھے، ہر جمعہ کو باقاعدگی سے قادیانی ٹی وی چینلMTA بڑے اہتمام سے دیکھا جاتا۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ تقریریں کرتا اور اپنے پیروکاروں کو مختلف ہدایات دیتا۔ اس وقت تک مجھے قادیانیوں کے عقائد وعزائم کے بارے کچھ علم نہ تھا، بہر طور میں ان کے ساتھ شامل نہ ہوتی بلکہ اپنے کمرے میں علیحدہ نماز پڑھتی اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی۔ میری اس حرکت کا میری ساس نے بے حد برا مانا۔ اس کا رویہ مجھ سے نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ ہو گیا۔ بات بات پر ٹوکنا، کھانوں میں بلاوجہ نقص نکالنا، عمران کے سامنے میری جھوٹی شکایات لگانا، میرے ماں باپ کو برا بھلا کہنا، غلیظ اور گھٹیا طعنے دینا اور کھانے کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگانے دینا اس کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔ ایک دفعہ میری بیٹی دودھ کے لیے بلک رہی تھی۔ میں فریج سے دودھ نکالنے گئی تو ساس نے میرا ہاتھ روک لیا اور کہا کہ دودھ کے لیے اپنے باپ سے پیسے لاؤ۔ میں نے عمران کو فون کرنے کی کوشش کی تو اس نے میرے ہاتھ سے فون چھین لیا اور کہا کہ باہر جا کر PCO سے فون کرو۔ رات دیر گئے عمران گھر واپس آیا تو میری ساس نے ڈرامہ کرتے ہوئے رو رو کر میرے خلاف بالکل فرضی اور من گھڑت شکایات کا انبار لگا دیا جس پر عمران طیش میں آ گیا اور میری بات سنے بغیر مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اگلے دن صبح عمران اپنے کام پر چلا گیا۔ میں کچن میں سب گھر والوں کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔ اچانک میری ساس دبے قدموں کچن میں داخل ہوئی اور پیچھے سے میرے کپڑوں کو آگ لگا دی جس سے میں گھبرا گئی اور بڑی مشکل سے آگ بجھائی۔ میری گھبراہٹ اور پریشانی پر سب گھر والے شیطانی قہقہے لگانے لگے۔ اس پر میں نے فوری طور پر عمران کو کام

سے واپس بلایا اور سارا معاملہ اس کے سامنے رکھا۔ میری ساس نے جھوٹی قسمیں کھا کر کہا کہ ایسا کسی نے نہیں کیا بلکہ یہ محض غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ اس دن کے بعد میں اس گھر میں خوف زدہ رہنے لگی۔ مجھے رات کو بھی نیند نہ آتی۔ محسوس ہوتا جیسے میری ساس مجھے سوتے میں قتل کر دے گی۔ اس نفسیاتی خوف اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے میں بے خوابی کا شکار رہنے لگی۔

عمران کا کاروبار تسلی بخش نہ تھا۔ وہ اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پریشان رہتا۔ ایک دن میں نے اس کے رویہ میں بے حد تبدیلی دیکھی۔ وہ گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہا۔ شام کو باہر سیر کے لیے پارک میں لے گیا اور رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھلایا۔ دوسرے دن وہ میرے لیے ایک قیمتی سوٹ لے کر آیا۔ میں اس کے رویہ پر بے حد حیران ہوئی۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ مجھ سے بے حد پیار کرتا ہے اور جو بھی غلط فہمیاں تھیں، وہ سب دور ہوگئی ہیں۔ میں اس کی ان باتوں پر بے حد خوش ہوئی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے مجھے نئی زندگی مل گئی ہے۔ چند روز بعد عمران نے مجھے کہا کہ وہ اپنے بزنس کے حوالے سے بہت سی الجھنوں کا شکار ہے، لہٰذا میں اس کی مدد کروں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ میں اس کی کیا مدد کرسکتی ہوں؟ اس نے فوراً کہا کہ تم اپنے والد سے فوری طور پر 10 لاکھ روپے لے کر آؤ تا کہ میں کاروبار کرسکوں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے والد مجھے اتنی زیادہ رقم نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ ایک تو ان کی اتنی مالی حیثیت نہیں اور دوسرے ابھی میری دو بہنیں اور ہیں جن کی شادی ہونا باقی ہے۔ لہٰذا اتنے پیسے لانا میرے لیے ناممکن ہے۔ میری بات سن کر عمران غصے سے پاگل ہوگیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں امید سے ہوں، گھر میں پڑے پلاسٹک کے سخت پائپ کے ساتھ زدوکوب کرنے لگا۔ میں کمزور اور نازک اندام لڑکی ہوں۔ اس وحشیانہ پٹائی سے میں نیم بے ہوش ہوگئی۔ اتفاق سے رات کو میرے والد کا فون آیا تو انھوں نے میری کراہتی آواز سے اندازہ لگایا کہ کچھ گڑ بڑ ہے۔ وہ فوری طور پر آئے اور میرے سسرال والوں کو کچھ کہے بغیر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ گھر میں آ کر میں نے انھیں سارا ماجرا سنایا اور تخلیہ میں اپنی والدہ کو اپنے جسم پر زخموں کے تازہ نشانات دکھائے۔ میرے پورے جسم پر نیل پڑ چکے تھے۔ اور جسم کا ہر حصہ شدید درد کر رہا تھا۔ ہمارے قریبی رشتے داروں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو انھوں نے ہمیں ہسپتال سے تشدد کا سرٹیفکیٹ لا کر تھانے جا کر مقدمہ درج کروانے کا مشورہ دیا۔ مگر میرے والد صاحب نے اس مشورہ پر عمل نہ کیا اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔ 2 ماہ تک

عمران اور ان کے گھر والوں نے مجھ سے مکمل قطع تعلق کیے رکھا۔ ایک دن صبح کے وقت انھوں نے مجھے فون کیا اور اپنے رویہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ ایسا واقعہ کبھی نہ ہوگا۔ تم فوراً گھر واپس آ جاؤ۔ شام کو عمران موٹر سائیکل پر مجھے لینے گھر آ گیا۔ میرے والدین کی وسیع الظرفی اور کشادہ دلی دیکھیے کہ انھوں نے میرا مستقبل بچانے کے لیے عمران سے کوئی شکایت کی اور نہ شکوہ، بلکہ اسے بڑا پُرتکلف کھانا کھلایا اور کہا کہ یہ تمھاری امانت ہے، تم اسے لے جا سکتے ہو۔ میں دوبارہ اپنے سسرال آ گئی چند ہفتے عمران کا رویہ میرے ساتھ ہمدردانہ رہا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کے رویہ میں حسب معمول تبدیلی آ گئی اور ایک دن غصے سے کہنے لگا کہ اگر تم اپنے والد سے 10 لاکھ روپے نہ لائی تو میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔ میں یہ سن کر لرز گئی۔ میرا دل ڈوب ڈوب گیا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو دیر تک سمجھ نہ پائی کہ کیا کروں۔ طلاق کی دھمکی کے الفاظ، کانوں میں مسلسل گونج رہے تھے۔ اسی دوران عمران نے ہمارے گھر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک چال چلی کہ اپنا نیا شناختی کارڈ بنوایا اور ہمارے علم میں لائے بغیر اپنا مستقل پتا میرے والدین کے گھر کا دے دیا۔ میرے والد صاحب کو عمران کی یہ حرکت بہت بری لگی لیکن وہ مصلحت کے تحت خاموش رہے۔

چند دنوں بعد عمران نے مجھے کہا کہ میرا تعلق 'جماعت احمدیہ' سے ہے اور اگر تمھیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمھیں قادیانیت اختیار کرنا پڑے گی۔ یہ سن کر ایک دفعہ پھر میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے حواس پر قابو پایا اور فیصلہ کیا کہ اب میں عمران کے ساتھ کبھی نہ رہوں گی۔ اس نے مجھے دھوکا دے کر میرے ساتھ شادی کی۔ قادیانی مذہب جھوٹا اور اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش ہے۔ میں نے عمران سے کہا کہ تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا اور اب میری مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر میرے ایمان پر ڈاکا ڈالنا چاہتے ہو۔ میں کسی قیمت پر اپنے ایمان کا سودا نہیں کروں گی۔ میری اس جرأت پر عمران نے مجھے نہایت گندی گالیاں دینا شروع کر دیں اور تھپڑوں اور گھونسوں سے مجھ پر تشدد شروع کر دیا۔ میں روتی اور چلاتی رہی مگر وہاں موجود کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا۔ اس نے مار مار کر مجھے ادھ موا کر دیا۔ کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے والد کو فون کیا اور کہا کہ مجھے فوری طور پر یہاں سے لے جائیں ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے۔ میرے والد فوراً آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اب حالات

اس رخ پر تھے کہ کسی مصالحت کی گنجائش نہ تھی۔ یہ ایمان و کفر کا معاملہ تھا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو ساری روداد سنائی اور کہا کہ ایک مشرقی لڑکی ہونے کے ناتے میں اپنے خاوند کی ہر جائز و ناجائز بات اور زیادتی برداشت کر سکتی ہوں مگر اپنے قیمتی ایمان کا سودا نہیں کر سکتی۔ اب میں عمران کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں اس سے خلع لینا چاہتی ہوں۔

میرے والد ختم نبوت کے حوالہ سے بڑے حساس ہیں۔ انھوں نے نہ صرف میرے اس فیصلہ کی تائید کی بلکہ ہر مشکل میں میرا بھرپور ساتھ دینے کا عزم کیا۔ میں نے 8 ستمبر 2004ء کو عدالت میں خلع کے لیے درخواست دائر کر دی۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں تسلیم کیا کہ عمران احمد نے مجھے ذہنی، روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا، یوں عدالت نے 23 نومبر 2004ء کو خلع کی ڈگری میرے حق میں جاری کر کے مجھے عمران کے چنگل سے آزاد کر دیا۔ آج کل میں اپنے والدین کے گھر ایک مطلقہ کی حیثیت سے رہ رہی ہوں۔ عدالت سے خلع کا فیصلہ ہو جانے کے باوجود عمران آئے روز گھر فون کر کے جان سے مار دینے، بچیاں اغوا کر لینے، چہرے پر تیزاب پھینک دینے اور گھر کو آگ لگا دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے تو ہم سب گھر والے سہم جاتے ہیں۔ ہم گھر سے باہر سودا سلف لاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں گھر میں مقید ہو کر رہ گئی ہوں۔ اغوا کے خوف سے گھر سے باہر قدم نکالنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ خوف اور پریشانی کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے۔ میرے والد صاحب اعصابی طور پر بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔ میرا مستقبل تباہ ہو گیا ہے۔ میں نفسیاتی مریضہ بنتی جا رہی ہوں۔ اگر اسلام میں خودکشی حرام نہ ہوتی تو شاید میں یہ قدم بہت پہلے اٹھا چکی ہوتی۔ (ثوبیہ روتے ہوئے کہتی ہے) خدارا ہماری مدد کیجیے! ورنہ میں روز قیامت پیارے آقا و مولا حضور خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہر صاحب اختیار مسلمان کی شکایت کروں گی کہ انھوں نے مجھے ایک قادیانی کے ظلم وستم سے بچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔''

قارئین محترم! یہ تھی ثوبیہ کی اذیت ناک اور درد بھری کہانی، جس کا ایک ایک لفظ حکمرانوں کی روشن خیالی اور مسلمانوں کی بے حسی پر ہتھوڑے برسا کر ان کی غیرت و حمیت کو جگا رہا ہے۔ ٹھہریئے! ایک لمحہ کے لیے سوچیئے ...... غور کیجیے! اگر ثوبیہ میری یا آپ کی بیٹی ہوتی تو ہمارا ردِعمل کیا ہوتا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا ثوبیہ ہماری اخلاقی مدد کی بھی مستحق

نہیں ہے؟ ثوبیہ عمر خدانخواستہ اگر عیسائی، ہندو یا قادیانی ہوتی اور اس پر اتنا ظلم و تشدد اور زیادتی ہوتی تو ہماری فارن فنڈڈ این جی اوز آسمان سر پر اٹھا لیتیں لیکن ان کے نزدیک ثوبیہ کا جرم محض یہ ہے کہ وہ ایک مسلمان لڑکی ہے۔ کاش آج کے دور میں محمد بن قاسم یا غازی علم الدین شہید زندہ ہوتے تو ایک مسلمان بچی کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں میں سے، کوئی ہے جو ثوبیہ کو خودکشی کا مرتکب ہونے سے روک سکے۔ اس کے آنسو پونچھ سکے، اس کے زخموں پر مرہم رکھ سکے!

سنا تھا ہم نے لوگوں سے محبت چیز ایسی ہے
چھپائے چھپ نہیں سکتی، دبائے دب نہیں سکتی
یہ چہرے سے جھلکتی ہے، یہ لہجے میں مہکتی ہے
یہ آنکھوں میں چمکتی ہے، یہ راتوں کو جگاتی ہے
یہ آنکھوں کو رُلاتی ہے مگر یہ سب اگر سچ ہے!
تو اے لوگو! محمد ﷺ سے تمہیں کیسی محبت ہے؟
نہ چہروں سے جھلکتی ہے نہ لہجوں میں مہکتی ہے
نہ آنکھوں کو رُلاتی ہے نہ راتوں کو جگاتی ہے
بتاؤ! یہ تمہیں آقائے مدنی ﷺ سے
بھلا کیسی محبت ہے، بھلا کیسی محبت ہے؟

نوٹ: اگر کوئی صاحب ثوبیہ کی اخلاقی مدد کرنا چاہیں تو وہ میرے ای میل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ mateenkh@gmail.com

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان خط و کتابت کورس
پی۔ او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان
زیرِ سرپرستی
جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)
ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)
0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090
www.difaekhatmenabowat.com